36

بدظنّی سے تجسّس اور تجسّس سے غِیبت کی عادت پیدا ہوتی ہے

۲۶/دسمبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۲۶/فتح ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن لندن

☆......بعض معاشری بیماریاں بدظنی تجسس اور غیبت وغیرہ چھوڑنے کے بارہ میں پرحکمت نصائح

☆......جو لوگ بدظنیاں کرتے ہیں جب تک اپنی نسبت میں بدظنیاں نہیں سن لیتے مرتے نہیں۔

☆......دین کی خدمت کرنے والی عورتیں غیبت جیسی بیماری سے بچی رہتی ہیں

☆......غیبت اور چغلی کی بیماریوں کے بچنے کے لئے ذیلی تنظیمیں مؤثر لائحہ عمل اختیار کریں۔

☆......ان بیماریوں سے بچنے کا ایک ہی علاج ہے کہ آدمی ہر وقت استغفار کرتا رہے۔

☆......کبھی بھی یکطرفہ بات سن کر کسی کے خلاف یا بدظن نہیں ہونا چاہئے۔

☆......ہم پہلے اپنی اصلاح کریں بجائے اس کے کہ اپنے بھائی کی برائیاں بیان کریں۔

تشہد وتعوذ کے بعد درج ذیل آیت قرآنیہ تلاوت فرمائی

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ۔ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا۔ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ۔اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ﴾(سورۃ الحجرات آیت ۱۳)

ہمارے معاشرے میں بعض برائیاں ایسی ہیں جو بظاہر بہت چھوٹی نظر آتی ہیں لیکن ان کے اثرات پورے معاشرے پر ہورہے ہوتے ہیں۔ اور ایک فساد برپا ہوا ہوتا ہے۔ انہی برائیوں میں سے بعض کا یہاں اس آیت میں ذکر ہے۔ ترجمہ ہے اس کا کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسس نہ کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس میں تین باتوں کا ذکر ہے لیکن اصل میں تو پہلی دو باتوں کی ہی مناہی کی گئی ہے۔ تیسری برائی یعنی غیبت میں ہی دونوں آجاتی ہیں۔ کیونکہ ظن ہوتا ہے تو تجسس ہوتا ہے اس کے بعد غیبت ہوتی ہے۔ تو اس آیت میں یہ فرمایا کہ غیبت جو ہے یہ مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے۔ اب دیکھیں ظالم سے ظالم شخص بھی، سخت دل سے سخت دل شخص بھی، کبھی یہ گوارا نہیں کرتا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ اس تصور سے ہی ابکائی آنے لگتی ہے، طبیعت متلانے لگتی ہے۔

ایک حدیث ہے، قیس روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اپنے چند رفقاء کے

ساتھ چلے جا رہے تھے۔آپ کا ایک مردہ خچر کے پاس سے گزر ہوا جس کا پیٹ پھول چکا تھا (مرے ہونے کی وجہ سے پیٹ پھول جاتا ہے، کافی دیر سے پڑا تھا)۔آپ نے کہا بخدا تم میں سے اگر کوئی یہ مردار پیٹ بھر کر کھالے تو یہ بہتر ہے کہ وہ کسی مسلمان کا گوشت کھائے۔(یعنی غیبت کرے یا چغلی کرے) تو بعض نازک طبائع ہوتی ہیں۔اس طرح مرے ہوئے جانور کو، جس کا پیٹ پھول چکا ہو، اس میں سے سخت بد بو آ رہی ہو، تعفن پیدا ہو رہا ہو، اس کو بعض طبیعتیں دیکھ بھی نہیں سکتیں، کجا یہ کہ اس کا گوشت کھایا جائے۔لیکن ایسی ہی بظاہر حساس طبیعتیں جو مردہ جانور کو تو نہیں دیکھ سکتیں، اس کی بد بو بھی برداشت نہیں کر سکتیں، قریب سے گزر بھی نہیں سکتیں، لیکن مجلسوں میں بیٹھ کر غیبت اور چغلیاں اس طرح کر رہے ہوتے ہیں جیسے کوئی بات ہی نہیں۔تو یہ بڑے خوف کا مقام ہے، ہر ایک کو اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے۔اب یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ اپنے بندوں پر کتنا مہربان ہے، کہ فرمایا اگر اس قسم کی باتیں پہلے کر بھی چکے ہو، تو استغفار کرو، اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اپنے رویّے درست کرو، مَیں یقیناً بہت رحم کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا ہوں۔مجھ سے بخشش مانگو تو مَیں رحم کرتے ہوئے تمہاری طرف متوجہ ہوں گا۔بعض لوگ غیبت اور چغلی کی گہرائی کا علم نہیں رکھتے۔ان کو سمجھ نہیں آتی کہ کیا بات چغلی ہے، غیبت ہے۔بعض اوقات سمجھ نہیں رہے ہوتے کہ یہ چغلی بھی ہے کہ نہیں۔بعض دفعہ بعض باتوں کو مذاق سمجھا جا رہا ہوتا ہے لیکن وہ چغلی اور غیبت کے زمرے میں آتی ہے اس لئے اس کو مَیں تھوڑی سی مزید وضاحت سے کھولتا ہوں۔

علامہ آلوسی ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:۔

’’اس کا مطلب یہ ہے کہ تم میں سے کوئی شخص دوسرے افراد سے ایسی بات نہ کرے جو وہ اپنے بارہ میں اپنی غیر موجودگی میں کئے جانے کو ناپسند کرتا ہے......اور جو چیز وہ ناپسند کرے اس سے مراد عمومی طور پر یہ ہوگی کہ وہ باتیں اس کے دین کے بارہ میں، یا اس کی دنیا کے بارہ میں کی جائیں، اس کی دنیاوی حالت کے بارہ میں کی جائیں، اس کے مال یعنی امیری غریبی کے بارہ میں کی جائیں۔یا اس کی شکل وصورت کے بارہ میں کی جائیں، یا اس کے اخلاق کے بارہ میں کی جائیں، یا اس کی اولاد کے بارہ میں کی جائیں، یا اس کی بیوی کے بارہ میں کی جائیں، یا اس کے غلاموں اور خادموں کے بارہ میں کی جائیں، یا اس کے لباس کے بارہ میں اور اس کے متعلقات کے بارہ میں

ہوں تو یہ ساری باتیں ایسی ہیں کہ اگر کسی کے پیچھے کی جائیں تو وہ ناپسند کرتا ہے۔ اب دیکھ لیں کہ اکثر ایسی مجلسوں کا محور یہی باتیں ہوتی ہیں، دوسرے کے بارہ میں تو کر رہے ہوتے ہیں لیکن اگر اپنے بارہ میں کی جائیں تو ناپسند کرتے ہیں اور پھر جب باتیں ہو رہی ہوتی ہیں تو ایسے بے لاگ تبصرے ہو رہے ہوتے ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اگر ان کے اپنے بارہ میں یہ پتہ لگ جائے کہ فلاں فلاں مجلس میں ان کے بارہ میں بھی ایسی باتیں ہوئی ہیں تو بُرا لگتا ہے، برداشت نہیں کر سکتے، فوراً مرنے مارنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جو باتیں وہ اپنے لئے پسند نہیں کرتے، اپنے بھائی کے لئے بھی پسند نہ کریں۔ جن باتوں کا ذکر اپنے لئے مناسب نہیں سمجھتے کہ مجلسوں میں ہوں، اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند کریں کہ اس کا ذکر بھی اس طرح مجلسوں میں نہ ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''نصیحت کے طور پر کہتا ہوں کہ اکثر سوءظنیوں سے بچو (بدظنیوں سے بچو)۔ اس سے سخت سخن چینی اور عیب جوئی کی عادت بڑھتی ہے۔ (جب بدظنیاں کرو گے تو عیب تلاش کرنے کی عادت بھی پڑے گی)۔ اسی واسطے اللہ کریم فرماتا ہے ﴿وَلَا تَجَسَّسُوْا﴾ تجسس نہ کرو۔ تجسس کی عادت بدظنی سے پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان کسی کی نسبت سوءظن کرتا ہے یا بدظنی کرتا ہے تو اس کی وجہ سے ایک خراب رائے قائم کر لیتا ہے تو پھر کوشش کرتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس کے کچھ عیب بھی مجھے مل جائیں، اس کی کچھ برائیاں بھی نظر آ جائیں۔ اور پھر عیب جوئی کی کوشش کرتا اور اسی جستجو میں مستغرق رہتا ہے۔ (یعنی کہ اتنا ڈوب جاتا ہے عیب کی تلاش میں کہ جس طرح کوئی بہت اہم کام کر رہا ہے)۔ اور یہ خیال کر کے کہ اس کی نسبت مَیں نے جو یہ خیال ظاہر کیا ہے اگر کوئی پوچھے تو پھر اس کو کیا جواب دوں گا۔ (یعنی یہ سوچتا رہتا ہے کہ مَیں ایک دفعہ اس کے بارہ میں ایک رائے قائم کر چکا ہوں اگر کوئی اس کی دلیل مانگے تو تمہارے پاس اس کی برائی کا ثبوت کیا ہے تو جواب کیا دوں گا۔ تو اس جواب کو تلاش کرنے کے لئے مستقل اس جستجو میں رہتا ہے، اس کوشش میں رہتا ہے کہ اس کی مزید برائیاں نظر آئیں۔ تو فرماتے ہیں کہ اپنی بدظنی کو پورا کرنے کے لئے تجسس کرتا ہے، پھر تجسس سے غیبت پیدا ہوتی ہے جیسے اللہ کریم نے فرمایا کہ ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا﴾۔ غرض خوب یاد رکھو سوءظن سے تجسس اور تجسس سے غیبت کی عادت شروع ہوتی ہے...... اگر ایک شخص روزے بھی

رکھتا ہے اور غیبت بھی کرتا ہے تجسس اور نکتہ چینیوں میں مشغول رہتا ہے تو وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے جیسے فرمایا﴿ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ﴾۔اب جو غیبت کرتا ہے وہ روزے کیا رکھتا ہے، وہ تو گوشت کے کباب کھاتا ہے اور کباب بھی اپنے مردہ بھائی کے گوشت کے۔اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ غیبت کرنے والا حقیقت میں ہی ایسا بدآدمی ہے جو اپنے مردہ بھائی کے کباب کھاتا ہے۔مگر یہ کباب ہر ایک آدمی نہیں کھا سکتا۔

ایک صوفی نے کشف میں دیکھا کہ ایک شخص نے کسی کی غیبت کی ہے۔جب اس کو قے کرائی گئی تو اس کے اندر سے بوٹیاں نکلیں جن میں سے بدبو آتی تھی۔(کتنی کراہت والی چیز ہے یہ لیکن جب کر رہا ہوتا ہے تو پتہ نہیں لگتا۔

پھر فرمایا کہ یاد رکھو یہ کہانیاں نہیں، یہ واقعات ہیں۔جو لوگ بدظنیاں کرتے ہیں جب تک اپنی نسبت بدظنیاں نہیں سن لیتے نہیں مرتے۔

اب یہ جو حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ فرما رہے ہیں وہ اس حدیث کی روشنی میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ منبر پر کھڑے ہو کر بآواز بلند فرمایا کہ: اے لوگو! تم میں سے بعض بظاہر مسلمان ہیں لیکن ان کے دلوں میں ابھی ایمان راسخ نہیں ہوا۔انہیں مَیں متنبہ کرتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کو طعن و تشنیع کے ذریعہ تکلیف نہ دیں اور نہ ان کے عیبوں کا کھوج لگاتے پھریں۔ورنہ یاد رکھیں کہ جو شخص کسی کے عیب کی جستجو میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اندر چھپے عیوب کو لوگوں پر ظاہر کر کے اس کو لوگوں میں ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔

(ترمذی باب البر و الصلة باب ما جاء فی تعظیم المؤمن)

اب بعض لوگ اس لئے تجسس کر رہے ہوتے ہیں۔مثلاً عمومی زندگی میں لیتے ہیں، دفتروں میں کام کرنے والے، ساتھ کام کرنے والے اپنے ساتھی کے بارہ میں، یا دوسری کام کی جگہ، کارخانوں وغیرہ میں کام کرنے والے، اپنے ساتھیوں کے بارہ میں کہ اس کی کوئی کمزوری نظر آئے اور اس کمزوری کو پکڑیں اور افسروں تک پہنچائیں تاکہ ہم خود افسروں کی نظر میں ان کے خاص آدمی ٹھہریں، ان کے منظور نظر ہو جائیں۔یا بعضوں کو یونہی بلاوجہ عادت ہوتی ہے، کسی سے بلاوجہ کا بیر ہو جاتا ہے اور پھر وہ اس کی برائیاں تلاش کرنے لگ جاتے ہیں۔تو یاد رکھنا چاہئے کہ ایسے لوگوں کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کا کبھی بھی جنت میں دخل نہیں ہوگا،

ایسے لوگ کبھی بھی جنت میں نہیں جائیں گے۔تو کون عقلمند آدمی ہے جو ایک عارضی مزے کے لئے، دنیاوی چیز کے لئے، ذرا سی باتوں کا مزا لینے کے لئے، اپنی جنت کو ضائع کرتا پھرے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ:

’’اس لئے مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور درد دل سے کہتا ہوں کہ غیبتوں کو چھوڑ دو۔ بغض اور کینے سے اجتناب کرو اور بکلی پرہیز کرو اور بالکل الگ تھلگ رہو، اس سے بڑا فائدہ ہوگا۔ انسان خود بخود اپنے آپ کو پھندوں میں پھنسا لیتا ہے ورنہ بات سہل ہے، بڑی آسان بات ہے۔ جو لڑکے دوسروں کی نکتہ چینیاں اور غیبتیں کرتے ہیں اللہ کریم ان کو پسند نہیں کرتا۔ اگر کسی میں کوئی غلطی دیکھو تو خدا تعالیٰ اس کو راہ راست پر چلنے کی توفیق دیوے۔ یاد رکھو اللہ کریم {تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ} ہے۔ وہ معاف کر دیتا ہے۔ جب تک انسان اپنا نقصان نہ اٹھائے اور اپنے اوپر تکلیف گوارا نہ کرے کسی دوسرے کو سُکھ نہیں پہنچا سکتا۔ (اس لئے) بد صحبتوں سے بکلی کنارہ کش ہو جاؤ۔

مَیں نے جیسے پہلے بھی کہا ہے کہ بعض لوگ صرف باتوں کا مزا لینے کے لئے ایسی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں۔ شروع میں صرف سن رہے ہوتے ہیں اور ہنسی ٹھٹھے کی باتوں پہ ہنس رہے ہوتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ عادت پڑ جاتی ہے ایسی باتوں کی اور خود بھی ایسی باتوں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ تو نوجوانوں کو خاص طور پر اس سے بچنا چاہئے۔ شروع میں ہی، بچپن سے ہی اطفال میں بھی اور خدام میں بھی یہ عادت ڈالیں کہ کسی کی برائی نہیں کرنی۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ظن کے اگر قریب بھی جانے لگو تو اس سے بچ جاؤ کیونکہ اس سے پھر تجسس پیدا ہوگا۔ اگر تجسس تک پہنچ چکے ہو پھر بھی رُک جاؤ کہ اس سے غیبت تک پہنچ جاؤ گے۔ اور یہ ایک بہت بڑی بداخلاقی ہے اور مردار کھانے کی مانند ہے ﴿وَاتَّقُوا اللّٰہَ۔اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ﴾ تقویٰ اختیار کرو، پورے پورے پرہیز گار بن جاؤ مگر یہ سب کچھ اللہ توفیق دے تو حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے اس معاشرے میں جہاں ہر طرف گند پھیلا ہوا ہے، ہر طرف گندگی ہے، باتوں کی بھی، ....؟ اس سے بچنے کے لئے ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے رہنا چاہئے، اسی سے مدد مانگنی چاہئے تب ہی ہم اس سے بچ سکتے ہیں۔

(حقائق الفرقان جلد نمبر ۲ صفحہ ۷،۶)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

﴿وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا۔ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا﴾ یعنی چاہئے کہ ایک تمہارا دوسرے سے گلہ مت کرے۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ۔

(لیکچر لاھور روحانی خزائن جلد نمبر ۲۰ صفحہ ۱۵۶)

اب گلہ کرنا، شکوہ کرنا بھی غیبت والی بات ہی ہے۔ کیونکہ ایک دفعہ جب مشترکہ دوستوں میں بیٹھ کے شکایتیں شروع ہوگئیں تو پھر آہستہ آہستہ یہی شکوے شکایتیں جو ہیں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ اور پھر غیبت کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اس لئے ہلکی سے ہلکی بھی جس میں شائبہ بھی ہو غیبت کا، وہ بات نہیں کرنی چاہئے۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''غیبت کرنے والے کی نسبت قرآن کریم میں ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔ عورتوں میں یہ بیماری بہت ہے۔ آدھی رات تک بیٹھی غیبت کرتی ہیں اور پھر صبح اٹھ کر وہی کام شروع کر دیتی ہیں۔ لیکن اس سے بچنا چاہئے۔ عورتوں کی خاص سورۃ قرآن شریف میں ہے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مَیں نے بہشت میں دیکھا کہ فقیر زیادہ تھے اور دوزخ میں دیکھا کہ عورتیں بہت تھیں۔ (یعنی غریب لوگ بہشت میں زیادہ تھے اور دوزخ میں دیکھا کہ عورتیں بہت تھیں)۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ عورتوں میں چند عیب بہت سخت ہیں اور کثرت سے ہیں۔ ان میں سے یہ ہیں کہ شیخی کرنا کہ ہم ایسے ہیں، ایسے ہیں۔ پھر قوم پر فخر کرنا کہ فلاں تو کمینی ذات کی عورت ہے یا فلاں ہم سے نچلی ذات کی ہے۔ پھر یہ کہ اگر کوئی غریب عورت ان میں بیٹھی ہوئی ہے تو اس سے نفرت کرتی ہیں اور اس کی طرف اشارہ شروع کر دیتی ہیں کہ کیسے غلیظ کپڑے پہنے ہوئے ہیں، زیور اس کے پاس کچھ نہیں وغیرہ وغیرہ۔

(بدر ۷ جون ۱۹۰۶ء، ملفوظات جلد نمبر صفحہ ۴۴۱)

یہ تو اس زمانے کی عورتوں کا حال تھا۔ الحمدللہ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہو کر بہت بڑی تعداد عورتوں کی اس بیماری سے پاک ہوگئی ہے اور اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے پیش کرتی ہیں اور بعض تو دین کی خدمت کے معاملے میں اور اس جذبے میں مردوں سے بھی آگے ہیں۔ لیکن ابھی بھی بعض دیہاتوں میں، بعض شہروں میں بھی جہاں عورتیں نہ

دین کی خدمت کررہی ہیں، نہ کوئی اوران کو کام ہے،اس غیبت کی بیماری میں مبتلا ہیں۔

اسی طرح مردوں کی بھی شکایات آتی ہیں۔مجلسوں میں بیٹھ کرلوگوں کے متعلق بات کررہے ہوتے ہیں۔تو ایسے بھی مرد ہیں۔یہ وہی ہیں جن کو نکمے بیٹھنے کی عادت ہوتی ہے۔ایسے لوگوں کے بیوی بچے بے چارے کما کرگھر کا خرچ چلارہے ہوتے ہیں۔اورایسے لوگوں کوشرم بھی نہیں آرہی ہوتی۔بہرحال یہ بیماری چاہےعورتوں میں ہو یا مردوں میں اس سے بچنا چاہئے۔نظام جماعت کوبھی چاہئے خدام،لجنہ وغیرہ،اس بارہ میں فعال ہونا چاہئے۔کیونکہ یہ بیماری دیہاتی،ان پڑھ اورفارغ عورتوں میں زیادہ ہے اس لئے لجنہ کوخاص طورپر،دنیامیں ہرجگہ،مؤثر لائحہ عمل اس کے لئے تجویز کرنا چاہئے۔پھران باتوں کے علاوہ جن کی نشاندہی حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے فرمائی ہے یہ بھی بیماری پیدا ہوگئی ہے کہ فارغ وقت میں اسی طرح لوگوں کے گھروں میں بے وقت چلی جاتی ہیں۔اوراگرکسی غریب نے اپنی سفید پوشی کا بھرم قائم رکھا ہواہے کہ اس طرح اندر گھستی ہیں گھروں میں کہ ان کے کچن تک میں چلی جاتی ہیں۔کھانوں کی ٹوہ لگاتی ہیں کہ کیا پکا ہے کیا نہیں پکا۔اور پھر بجائے ہمدردی کے یاان کی مدد کرنے کے،یاکم ازکم ان کے لئے دعا کرنے کے،مجلسوں میں باتیں کی جاتی ہیں کہ پیسے بچاتی ہے،سالن کی جگہ چٹنی بنائی ہوئی ہے یا پھر اتنا تھوڑا سالن تھا،یافلاں تھا،یہ تھا،وہ تھا،کنجوس ہے۔وہ کنجوس ہے یا جوبھی ہے وہ اپنا گھر چلارہی ہے جس طرح بھی چلارہی ہے تمہارا کیا کام ہے کہ کسی کے گھر کے اندر گھس کراس کے عیب تلاش کرو۔اور پھر جب ایسے سفید پوش لوگوں کے گھروں میں بچیوں کے رشتے آتے ہیں تو پھرایسی عورتیں Active ہو جاتی ہیں،بڑی فعال ہوجاتی ہیں اور جہاں سے کسی کا رشتہ یاپیغام آیا ہووہاں پہنچ کرکہتی ہیں کہ ان کے گھر میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔وہاں سے تمہیں جہیز بھی نہیں مل سکتا۔اس لڑکی میں فلاں نقص ہے۔تومَیں تمہیں بتاتی ہوں فلاں جگہ ایک اچھا رشتہ ہے، یہاں نہ کرو وہاں کرو۔گو جماعت میں ایسے لوگوں کی تعداد انتہائی کم ہے،معمولی ہے،پھربھی فکر کی بات ہے کیونکہ جس معاشرہ میں ہم رہ رہے ہیں وہ ایسا ہی ہے اوریہ معاشرہ بہرحال اثرانداز ہوتا ہےاوریہ باتیں بڑھنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

ایک حدیث ہے جوایسے لوگوں کے بارہ میں ہی ہے۔حضرت عبدالرحمٰن بن غنمؓ اورحضرت اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندے وہ ہیں کہ

جب ان کو دیکھا جائے تو اللہ یاد آجائے اور اللہ تعالیٰ کے بُرے بندے غیبت اور چغلیاں کرتے پھرتے ہیں، دوستوں پیاروں کے درمیان تفریق ڈالتے ہیں، نیک پاک لوگوں کو تکلیف، مشقت، فساد، ہلاکت اور گناہ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی مرد و عورت کو اس سے بچائے۔

(مسند احمد بن حنبل۔مسند الشامیین جلد ۵ صفحہ ۲۶۸)

پھر حدیث ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے سب سے زیادہ میرے محبوب وہ ہیں جو بہترین اخلاق کے حامل ہوں، نرم خو ہوں، وہ لوگوں سے انس رکھتے ہوں اور لوگ ان سے مانوس ہوں اور تم میں سب سے زیادہ مبغوض میرے نزدیک چغل خور، دوستوں کے درمیان جدائی ڈالنے والے اور بے گناہ لوگوں پر تہمت لگانے والے ہیں“۔

(ترغیب و ترھیب جلد ۳ مطبوعہ کتاب الادب الترغیب فی الخلق ......)

پھر حدیث ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب مجھے معراج ہوا تو کشفاً مَیں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اس سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ مَیں نے پوچھا، جبرائیل یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگ، لوگوں کا گوشت نوچ نوچ کر کھایا کرتے تھے اور ان کی عزت و آبرو سے کھیلتے تھے یعنی غیبت کرتے تھے، الزام تراشیاں کرتے تھے، حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

(ابو داؤد کتاب الادب باب فی الغیبة)

تو دیکھیں یہ کتنا خوفناک منظر ہے۔ غیبت کرنے والوں کی مرنے کے بعد کی سزا کتنی خوفناک ہے۔ انسان عام طور پر بعض دفعہ بے احتیاطی میں باتیں کر جاتا ہے۔ بعض اوقات نیت نہیں بھی ہوتی کہ چغلی یا غیبت ہو لیکن آنحضرت ﷺ اس معاملہ میں اتنے محتاط تھے اور اس حد تک گہرائی میں اور باریکی میں جاتے تھے کہ جہاں ذرا سا شائبہ بھی ہو کہ بات غیبت کے قریب ہے تو سخت کراہت فرماتے تھے اور فوراً تنبیہ فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عورت کے بارہ میں کہا کہ وہ چھوٹے قد کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے غیبت کی ہے۔ اب کتنی باریکی میں جا کے بھی آپؐ تنبیہ فرما رہے ہیں۔ کتنا خوف کا مقام ہے، کس قدر احتیاط کی ضرورت ہے۔ جب

اس انتہا تک یا اتنی باریکی میں جا کر غیبت سے بچنے کی کوشش ہم نہیں کریں گے اس وقت تک ہم حسین اسلامی معاشرہ قائم نہیں کر سکتے، جس کا دعویٰ کر کے ہم اٹھے ہیں۔ اور اسی طرح اپنی عاقبت بھی نہیں سنوار سکتے۔ غیبت کرنے والا کا حال تو آپ نے دیکھ ہی لیا، سن لیا کیا ہوتا ہے۔

پھر حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: انسان بعض اوقات بے خیالی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی کوئی بات کہہ دیتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے درجات بے انتہا بلند کر دیتا ہے اور بعض اوقات وہ لاپرواہی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی کوئی بات کر بیٹھتا ہے جس کی وجہ سے وہ جہنم میں جا گرتا ہے۔

(بخاری کتاب الرقاق باب حفظ اللسان......)

حضرت ابو عمامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن آدمی کے پاس اس کا کھلا ہوا اعمال نامہ لایا جائے گا۔ وہ اس کو پڑھے گا، پھر کہے گا اے میرے رب مَیں نے دنیا میں فلاں فلاں نیک کام کئے تھے وہ تو اس میں نہیں ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے وہ نیکیاں تمہارے نامۂ اعمال سے مٹا دی گئی ہیں۔

(ترغیب و الترھیب)

دیکھیں غیبت کی وجہ سے وہ تمام نیک کام نماز، روزے، صدقے، کسی غریب کی خدمت کرنا، سب نیکیاں نامۂ اعمال سے مٹا دی گئیں صرف اس لئے کہ وہ لوگوں کی غیبت کرتا تھا۔

اس بارہ میں جتنی بھی احادیث پڑھیں، خوف بڑھتا چلا جاتا ہے اس کا ایک ہی علاج ہے کہ آدمی ہر وقت استغفار کرتا رہے۔

امام غزالیؒ کہتے ہیں (اس کا خلاصہ یہ ہے) کہ جس کے پاس چغلی کی جائے اسے چاہئے کہ وہ چغل خور کی تصدیق نہ کرے اور نہ جس کے بارہ میں چغلی کی گئی ہے اس سے بدظن ہو۔

(فتح البیان جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۴۳۷)

اب یہ بڑے ہی پتے کی بات ہے جو امام غزالی نے بیان فرمائی ہے اور افسران اور عہدیداران کو خاص طور پر یہ ذہن میں رکھنا چاہئے۔ کبھی بات یک طرفہ بات سن کر کسی کے خلاف نہیں ہو جانا چاہئے، کسی سے بدظن نہیں ہونا چاہئے اور ہمیشہ تحقیق کرنی چاہئے اور صحیح طریقے پر تحقیق کرنی چاہئے، گہرائی میں جا کر تحقیق کرنی چاہئے، پھر کوئی نتیجہ اخذ کیا جائے۔ اور عموماً یہی ہوتا ہے کہ

اکثر تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ جو چغلی کرنے والے ہیں ان لوگوں کی اکثر رپورٹیں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ کہ سب کچھ غلط تھا، صرف چغلی کی گئی تھی، غیبت کی گئی تھی اور مقصد صرف یہ تھا کہ کسی طرح اس کو نقصان پہنچایا جائے۔ پھر یہ بھی ہے کہ آئندہ ایسے شخص سے محتاط رہیں۔ اس کی گواہی قبول نہ کریں، اس کی کسی رپورٹ پر کان نہ دھریں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

اسلام نے غیبت کی ممانعت کے متعلق جو حکم دیا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ بسا اوقات انسان دوسرے کے متعلق ایک رائے قائم کر لیتا ہے اور وہ اپنے آپ کو اس رائے میں حق بجانب بھی سمجھتا ہے۔ (وہ سمجھتا ہے کہ مَیں نے ٹھیک رائے قائم کی ہے لیکن درحقیقت اس کی یہ رائے صحیح نہیں ہوتی)۔ فرمایا کہ مَیں نے بیسیوں دفعہ دیکھا ہے کہ ایک شخص کے متعلق ایک رائے قائم کر لی گئی کہ یہ ایسا ہی ہوگا اور یہ بھی یقین کر لیا جاتا ہے کہ میری رائے بھی درست ہے لیکن ہوتی غلط ہے۔ اور اگر ایسی صورت میں اگر کوئی دوسرا شخص سامنے بیٹھا ہوگا۔ اگر تو دوسرا شخص جس کے بارہ میں رائے قائم کی گئی ہے وہ سامنے بیٹھا ہو اور اس سے پوچھا جائے تو لازماً وہ اپنی بریت ظاہر کرنے کی کوشش کرے گا اور کہے گا کہ تمہیں میرے متعلق غلط فہمی ہوئی ہے، میرے اندر یہ نقص نہیں پایا جاتا۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ خواہ کسی کے نزدیک کوئی بات سچی ہو جب وہ کسی شخص کی عدم موجودگی میں بیان کرتا ہے اور وہ بات ایسی ہے کہ جس سے اس کے بھائی کی عزت کی تنقیص ہوتی ہے یا اس کے علم کی تنقیص ہوتی ہے یا اس کے رتبہ کی تنقیص ہوتی ہے تو قرآن کریم اور احادیث کی رو سے وہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے کیونکہ اس طرح اس نے اپنے بھائی کو اپنی برأت پیش کرنے کے حق سے محروم کر دیا۔

(تفسیر کبیر جلد ۹ صفحہ ۵۷۹)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے چغلی کرنے اور چغلی سننے دونوں سے منع فرمایا ہے۔

(مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۹۱ باب ماجاء فی الغیبة والنمیة)

جیسے کہ پہلے بھی مَیں نے کہا تھا کہ بعضوں کو ایسی مجلسوں میں بیٹھ کر ہنسی مذاق سننے کی عادت پڑتی ہے اور آہستہ آہستہ چغلی کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ تو چغلی سننے کو بھی منع فرمایا ہے۔

پھر حضرت عبداللہ بن بُسر بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: حاسد، چغل خور اور کاہن مجھ میں سے نہیں اور مَیں ان میں سے نہیں۔

پھر ایک حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا تو انسان کو نظر آجاتا ہے لیکن اپنی آنکھ میں پڑا ہوا شہتیر وہ بھول جاتا ہے۔ (یعنی بھائی کی چھوٹی سے چھوٹی برائی تو نظر آجاتی ہے اپنی بڑی بڑی برائیاں بھی نظر نہیں آتیں)۔ آج بھی دیکھ لیں چغل خور یا دوسروں کی غیبت کرنے والے، بڑھ بڑھ کر باتیں کرنے والے خود ان تمام برائیوں میں بلکہ ان سے بڑھ کر برائیوں میں مبتلا ہوتے ہیں جو وہ اپنے بھائی کے متعلق بیان کر رہے ہوتے ہیں۔ اور پھر ان کی بے شرمی کی یہ بھی انتہا ہے کہ ان کی برائیوں کا کھلے عام بعض لوگوں کو علم بھی ہوتا ہے پھر بھی ان کو شرم نہیں آرہی ہوتی کہ ہم پہلے اپنی اصلاح کریں بجائے اس کے کہ اپنے بھائی کی برائیاں کریں۔

سب سے اچھی بات تو یہ ہے کہ اگر صحیح درد ہے معاشرے کا، معاشرے کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں، صرف مزے لینے کے لئے اور لوگوں کی ٹانگیں کھینچنے کے لئے باتیں نہیں کہ ان کو لوگوں کی نظروں سے گراؤں، افسروں کی نظروں سے گراؤں اور اپنی پوزیشن بناؤں۔ تو ایسے لوگ بھی جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ اس نصیحت پر عمل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ اگر تو اپنے کسی ساتھی کے عیوب بیان کرنا چاہے تو پہلے ایک نظر اپنے عیوب پر ڈال لے۔ کسی کے عیب بیان کرنے سے پہلے اپنے عیبوں پر نظر ڈالو۔

اسی بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک شعر میں فرمایا کہ ؎

بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے
مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

تو جب آپ اپنے عیب دیکھیں گے۔ جو بہت دل گردے کا کام ہے، بہت کم ہیں جو اپنے عیبوں پر اس طرح نظر رکھتے ہیں جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر آنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اپنی بڑی سے بڑی برائی بھی نظر نہیں آتی۔ اور اگر وہ نظر آجائے گی تو بڑی اور چھوٹی تمام

برائیاں نظر آنا شروع ہو جائیں گی۔اور دوسروں کی برائیاں کرنے سے پہلے ایسا شخص سوچے گا اور پھر نیک نیت ہو کر پہلے اپنی اصلاح کی کوشش کرے گا، پھر اپنے دوست کی اصلاح کی کوشش کرے گا تاکہ حسین اور پاک معاشرہ قائم ہو جائے۔اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اس کی توفیق دے کہ اپنے آپ پر نظر رکھیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی سخت قسم کا جھوٹ ہے۔ایک دوسرے کے عیب کی ٹوہ میں نہ رہو، اپنے بھائی کے خلاف تجسس نہ کرو، اچھی چیز ہتھیانے کی حرص نہ کرو، حسد نہ کرو، دشمنی نہ رکھو، بے رخی نہ برتو۔جس طرح اس نے حکم دیا ہے اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور وہ اس پر ظلم نہیں کرتا، اسے رسوا نہیں کرتا، اسے حقیر نہیں جانتا، اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا: تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے۔

یعنی مقام تقویٰ تو دل ہے اور سب سے بڑا جو مقام تقویٰ ہے اور جس دل میں تقویٰ ہے وہ آنحضرت ﷺ کا دل ہے اور پھر ہر ایک کو بھی اپنے دلوں کو ٹٹولنا چاہئے اور تقویٰ پر قائم رہنا چاہئے۔ تو ایک انسان کے لئے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔ہر مسلمان کی تین چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں۔اس کا خون، اس کی آبرو اور اس کا مال۔اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کی خوبصورتی کو نہیں دیکھتا اور نہ تمہاری صورتوں کو اور نہ تمہارے اموال کو بلکہ اس کی نظر تمہارے دلوں پر ہے۔اور ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، اپنے بھائی کے خلاف جاسوسی نہ کرو، دوسروں کے عیبوں کی ٹوہ میں نہ رہو، ایک دوسرے کے سودے نہ بگاڑو۔اب یہاں سودے بگاڑنے میں ایک یہ چیز بھی آجاتی ہے کہ جو نئے رشتے قائم ہو رہے ہوتے ہیں لڑکے لڑکی کے ان میں بھی بعض لوگ بگاڑ پیدا کرتے ہیں جیسا کہ مَیں پہلے بیان کر آیا ہوں۔تو یہ بھی نہیں کرنا چاہئے۔عورتیں پہنچ جاتی ہیں، جہیز کا اور دوسری چیزوں کا بتانے کے لئے کہ فلاں جگہ نہیں، فلاں جگہ اچھا رشتہ ہے۔پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔

(بخاری کتاب النکاح باب لایخطب علی خطبہ......)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''خیانت نہ کرو، گلہ نہ کرو، اور ایک عورت دوسری عورت پر بہتان نہ لگاوے

(روحانی خزائن کشتی نوح خزائن جلد ۱۹ جلد نمبر ۸۱)

اب اس کا یہ مطلب نہیں کہ مرد جا کر اپنی عورتوں کو سمجھاتے رہیں، خود بھی سمجھنے کی ضرورت ہے۔

پھر کسی عورت نے کسی دوسری عورت پر گلہ کیا تو اس پر آپ نے فرمایا:

''ایک شخص تھا اس نے دوسرے کو گنہگار دیکھ کر خوب اس کی نکتہ چینی کی۔ اور کہا کہ دوزخ میں جائے گا۔ قیامت کے دن خدا تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ کیوں، تجھ کو میرے اختیارات کس نے دئے۔ جنت اور دوزخ میں بھیجنا تو میرا کام ہے۔ دوزخ اور بہشت میں بھیجنے والا تو مَیں ہی ہوں تو کون ہے؟ تو جس نے نکتہ چینی کی تھی اور اپنے آپ کو نیک سمجھتا تھا اس شخص کو کہا کہ جا مَیں نے تجھے دوزخ میں ڈالا اور اور یہ گنہگار بندہ جس کا تو گلہ کیا کرتا تھا کہ یہ ایسا ہے ویسا ہے اور دوزخ میں جائے گا اس کو مَیں نے بہشت میں بھیج دیا، جنت میں بھیج دیا۔

تو فرماتے ہیں کہ ہر ایک انسان کو سمجھنا چاہئے کہ ایسا نہ ہو کہ مَیں ہی الٹا شکار ہو جاؤں۔

(البدر ۹ مارچ ۱۹۰۶ء ملفوظات جلد نمبر ۵ صفحہ ۱۰ ۱۱)

آج بھی لوگ ایسی باتیں کر جاتے ہیں کہ فلاں شخص تو بڑا گندہ ہے، گنہگار ہے، جہنمی ہے پھر بعض اپنی بزرگی جتانے کے لئے اس قسم کی باتیں کر رہے ہوتے ہیں کہ پہلے تو کرید کرید کر کسی کے بارہ میں پوچھتے ہیں کہ فلاں نیکی تم نے کی، فلاں کی، نماز پڑھی، یہ کیا، وہ کیا، نمازوں میں دعائیں کرتے ہو، کس طرح کرتے ہو، رقت طاری ہوتی ہے کہ نہیں، رونا آتا ہے کہ نہیں، حوالہ دیا کہ جس کو رونا نہیں آیا اس کا دل سخت ہو گیا۔ تو یہ چیزیں پوچھتے ہیں پہلے کرید کرید کر جو بالکل غلط چیز ہے۔ یہ بندے اور خدا کا معاملہ ہے، انفرادی طور پر کسی کو پوچھنے کا حق نہیں ہے۔ عموماً ایک نصیحت کی جاتی ہے جلسوں میں، خطبوں میں، کہ اس طرح نماز پڑھنی چاہئے اس طرح نماز ادا کرنی چاہئے اور پوری طرح اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا چاہئے۔ تو ہر شخص کا کام نہیں ہے کہ پہلے کرید کرید کر پوچھے اور پھر جب اس کی حالت کا پتہ کر لے تو یہ کہے کہ تم اتنے دن سے نماز میں روئے نہیں، تمہیں رقت طاری نہیں ہوئی۔ تم نے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا یا ہلاکت میں ڈال لیا۔ تو ایسے لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ بات یاد رکھنی چاہئے

کہ خدا کے اختیار ان کو نہیں ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ تمہارے رونے کو تو خدا تعالیٰ ردّ کر دے اور اس کے نہ رونے کو قبول کر لے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ دل تو اللہ تعالیٰ کی صندوقچی ہوتا ہے اور اس کی کنجی اس کے پاس ہوتی ہے۔ کسی کو کیا خبر کہ اس کے اندر کیا ہے۔ تو خواہ مخواہ اپنے آپ کو گناہ میں ڈالنے کا کیا فائدہ۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک شخص بڑا گناہ گار ہوگا۔ خدا تعالیٰ اس کو کہے گا کہ میرے قریب ہو جا یہاں تک کہ اس کے اور لوگوں کے درمیان اپنے ہاتھ سے پردہ کر دے گا اور اس سے پوچھے گا کہ تو نے فلاں گناہ کیا، فلاں گناہ کیا، لیکن چھوٹے چھوٹے گناہ گنوائے گا۔ وہ کہے گا کہ ہاں یہ گناہ مجھ سے سرزد ہوئے۔ خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ اچھا آج کے دن مَیں نے تیرے سب گناہ معاف کئے اور ہر ایک گناہ کے بدلے دس دس نیکیوں کا ثواب دے دیا۔ تب وہ بندہ سوچے گا کہ جب ان چھوٹے چھوٹے گناہوں کا دس دس نیکیوں کا ثواب ملا ہے تو بڑے بڑے گناہوں کا تو بہت زیادہ ثواب ہوگا۔ تو یہ سوچ کر وہ بندہ خود ہی اپنے بڑے بڑے گناہ گنائے گا کہ اے خدا مَیں نے تو یہ گناہ بھی کئے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ اس کی بات سن کر ہنسے گا اور فرمائے گا کہ دیکھو میری مہربانی کی وجہ سے یہ بندہ ایسا دلیر ہو گیا ہے کہ اپنے گناہ خود ہی بتلاتا ہے۔ پھر اسے حکم دے گا کہ جا بہشت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے تیری طبیعت چاہے داخل ہو جا۔ (تو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اس لئے ہمارا کوئی حق نہیں بنتا کہ کسی پر بلاوجہ انگلیاں اٹھاتے پھریں)۔ تو کیا خبر ہے کہ خدا تعالیٰ کا اس سے کیا سلوک ہے یا اس کے دل میں کیا ہے۔ اس لئے غیبت کرنے سے بکلّی پرہیز کرنا چاہئے۔

(بدر ۹/مارچ ۱۹۰۶ء، ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۴۱۷)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ’’بعض گناہ ایسے باریک ہوتے ہیں کہ انسان اُن میں مبتلا ہوتا ہے اور سمجھتا ہی نہیں۔ جوان سے بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اسے پتہ نہیں لگتا کہ گناہ کرتا ہے مثلاً گلہ کرنے کی عادت ہوتی ہے (شکوہ کرنے کی عادت ہے)۔ ایسے لوگ اس کو بالکل ایک معمولی اور چھوٹی سی بات سمجھتے ہیں۔ حالانکہ قرآن شریف نے اس کو بہت بُرا قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے ﴿أَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتاً﴾ خدا تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے کہ انسان ایسا کلمہ زبان پر لاوے جس سے اس کے بھائی کی تحقیر ہو اور ایسی کارروائی کرے جس سے اس کو حرج پہنچے۔ ایک بھائی کی نسبت ایسا بیان کرنا جس سے اس کا جاہل اور نادان ہونا ثابت ہو یا اس کی عادت کے متعلق

خفیہ طور پر بے غیرتی یا دشمنی پیدا ہو یہ سب برے کام ہیں''۔

(الحکم۔ جلدنمبر ۱۰،نمبر ۲۲، صفحہ۳۔ بتاریخ ۲۴/جون ۱۹۰۶ ء۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد چھارم صفحہ ۲۱۸۔۲۱۹)

پھر آپ فرماتے ہیں: ''ہماری جماعت کو چاہئے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھ کر اس کے لئے دعا کریں، لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اس کو بیان کر کے دور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں۔ کون سا ایسا عیب ہے جو کہ دور نہیں ہو سکتا۔اس لئے ہمیشہ دعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہئے۔

فرمایا کہ: ایک صوفی کے دو مرید تھے۔ایک نے شراب پی اور نالی میں بیہوش ہو کر گرا۔ دوسرے نے صوفی سے شکایت کی۔اس نے کہا تو بڑا بے ادب ہے کہ اس کی شکایت کرتا ہے جا کر اٹھا کیوں نہیں لاتا۔تو فرمایا کہ صوفی کا یہ مطلب تھا کہ تو نے اپنے بھائی کی غیبت کیوں کی۔

آنحضرت ﷺ سے غیبت کا حال کسی نے پوچھا تو فرمایا کہ کسی کی سچی بات کا اس کی عدم موجودگی میں اس طرح بیان کرنا کہ اگر وہ موجود ہو تو اسے برا لگے۔ پیچھے سے کسی کی بات چاہے وہ صحیح ہو اس طرح بیان کرنا کہ اگر اس کے سامنے کرتے تو اس کو برا لگتا، غیبت ہے۔اور اگر وہ بات اس میں نہیں اور پھر تم بیان کر رہے ہو تو یہ بہتان ہے، یہ جھوٹ ہے، اس پر الزام ہے۔

تو فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا۔ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا﴾ اس میں غیبت کرنے کو ایک بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس آیت سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ جو آسمانی سلسلہ بنتا ہے ان میں غیبت کرنے والے بھی ضرور ہوتے ہیں اور اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر یہ آیت بیکار جاتی ہے۔(اس لئے نصیحت کی بھی ضرورت پڑتی ہے)۔اگر مومنوں کو ایسا ہی محتاط ہونا تھا اور ان سے کوئی بدی سرزد نہ ہوتی تو پھر ایسی کسی آیت کی کیا ضرورت تھی۔بعض کمزور ہیں جیسے سخت بیماری سے کوئی اٹھتا ہے، بعض میں کچھ طاقت آگئی ہے۔پس چاہئے کہ جسے کمزور پاوے اسے خفیہ نصیحت کرے۔اگر نہ مانے تو اس کے لئے دعا کرے۔اور اگر دونوں باتوں سے فائدہ نہ ہو تو قضاء وقدر کا معاملہ سمجھے۔جب خدا تعالیٰ نے ان کو قبول کیا ہوا ہے تو تم کو چاہئے کہ کسی کا عیب دیکھ کر سردست جوش نہ دکھلایا جاوے۔ممکن ہے کہ وہ درست ہو جاوے۔......جلدی اور عجلت سے کسی کو ترک کر دینا ہمارا طریق نہیں ہے۔کسی کا بچہ خراب

ہوتو اس کی اصلاح کے لئے وہ پوری کوشش کرتا ہے۔ ایسے ہی اپنے کسی بھائی کو ترک نہ کرنا چاہئے بلکہ اس کی اصلاح کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ عیب دیکھ کر اسے پھیلاؤ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو۔ بلکہ وہ فرماتا ہے ﴿تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ﴾ (البلد:۱۸) کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں۔ ﴿مَرْحَمَة﴾ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکھ کر اسے نصیحت کی جاوے اور اس کے لئے دعا بھی کی جاوے۔ دعا میں بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا۔ عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہئے جب پہلے کم از کم چالیس دن اس کے لئے رو رو کر دعا کی ہو۔ سعدی نے کہا ہے۔

خدا داند و بپوشد ہمسایہ نداند و خروشد

کہ خدا تعالیٰ تو جان کر پردہ پوشی کرتا ہے مگر ہمسایہ کو علم نہیں ہوتا اور شور کرتا پھرتا ہے۔

خدا تعالیٰ کا نام ستار ہے۔ تمہیں چاہئے کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہ بنو۔ ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ عیب کے حامی بنو بلکہ یہ ہے کہ اشاعت اور غیبت نہ کرو، کیونکہ کتاب اللہ میں جیسا آ گیا ہے تو یہ گناہ ہے کہ اس کی اشاعت اور غیبت کی جاوے۔ شیخ سعدیؒ کے دو شاگرد تھے۔ ایک ان میں سے حقائق و معارف بیان کرتا تھا اور دوسرا جلا بھُنا کرتا تھا۔ آخر پہلے نے سعدیؒ سے بیان کیا کہ جب مَیں کچھ بیان کرتا ہوں تو دوسرا جلتا ہے اور حسد کرتا ہے۔ شیخ نے جواب دیا کہ ایک نے راہ دوزخ کی اختیار کی کہ حسد کیا اور تُو نے غیبت کی۔ غرضیکہ یہ سلسلہ چل نہیں سکتا جب تک رحم، دعا، ستاری اور مَرْحَمَة آپس میں نہ ہو"۔

(البدر ۸ جولائی ۱۹۰۴، ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۶۰-۶۱)

فرماتے ہیں: "اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے"۔

(کشتیٔ نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۹)

"بیعت کی خالص اغراض کے ساتھ جو خدا ترسی اور تقویٰ پر مبنی ہیں، دنیا کے اغراض کو ہرگز نہ ملاؤ، نمازوں کی پابندی کرو اور توبہ و استغفار میں مصروف رہو۔ نوعِ انسان کے حقوق کی حفاظت کرو اور کسی کو دُکھ نہ دو۔ راستبازی اور پاکیزگی میں ترقی کرو تو اللہ تعالیٰ ہر قسم کا فضل کر دے گا۔ عورتوں کو

بھی اپنے گھروں میں نصیحت کرو کہ وہ نماز کی پابندی کریں اور ان کو گلہ شکوہ اور غیبت سے روکو۔ پاکبازی اور راستبازی ان کو سکھاؤ، ہماری طرف سے صرف سمجھانا شرط ہے اس پر عملدرآمد کرنا تمہارا کام ہے"۔

(الحکم ۱۷/ اکتوبر ۱۹۰۳ء، ملفوظات جلد ششم صفحہ ۱۴۶)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ اور غیبت جو ایسی بیماری ہے جو بعض دفعہ غیر محسوس طریق پر اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اس سے سب کو بچائے۔ بہرحال جس طرح فرمایا ہے استغفار کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہماری بخشش کے سامان پیدا فرمائے اور ہماری توبہ قبول فرمائے۔

قادیان میں آج جلسہ شروع ہے۔ ۱۱۲ واں جلسہ سالانہ ہے اس کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ خیر وخوبی سے انجام کو پہنچائے۔ پرسوں انشاء اللہ ختم ہوگا، ہر لحاظ سے بابرکت ہو۔